150788 ـ کیا معاشرتی اسباب کی بنا پر دور والا ولی نکاح کی ذمہ داری پوری کر سکتا ہے ؟

سوال

کیا اصلی ولی کی موجودگی میں معاشرتی اسباب کی بنا پر دور والا ولی لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

نکاح میں ولی ہونا ايك عظيم امر ہے، اللہ سبحانہ و تعالی نے عورت کی حفاظت اور اس کے حقوق کی رعایت اور عورت کی مصلحت کو دیکھتے ہوئے ولی کا ہونااپنےبندوں کے لیے مشروع کیا ہے، چنانچہ عورت کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ اپنا نکاح خود کر لے یا کسی دوسری عورت کا نکاح کر سکے، اور عورت کو یہ بھی اجازت نہیں کہ وہ نکاح میں اپنا ولی یا وکیل خود اختیار کرے، بلکہ ولی کی ترتیب شریعت نے مرتب کر رکھی ہے، اور یہ بندوں کی جانب سے وضع کردہ نہیں.

بھوتی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" آزاد عورت کا نکاح کرنے کے لیے اس کے والد کو مقدم کیا جائیگا؛ کیونکہ اس کا والد زیادہ نظر رکھنے والا اور شدید شفقت کا مالك ہے، اور پھر اس کے بعد اس کا وصی جسے وہ وصیت کرے.

یعنی نکاح میں اس کے قائم مقام والد کا وصی ہوگا، اور پھر دادا اور پردادا وغیرہ، قریب سے قریب والا ؛ کیونکہ اسے عصبی طور پر حق ہے، لہذا وہ باپ کے مشابہ ہوا، پھر عورت کا بیٹا اور پوتا اور پرپوتا وغیرہ قریب سے قریب تر.

اس کی دلیل ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جب ان کی عدت ختم ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کا پیغام بھیجا.

تو ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے عرض کیا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا یہاں کوئی ولی موجود نہیں.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا کوئی یہاں موجود یا غائب ولی اسے ناپسند نہیں کریگا "

تو ام سلمہ کہنے لگیں: اے عمر اٹھو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر دو، تو عمر نے ان کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر دیا " اسے امام نسائی نے سنن نسائی میں روایت کیا ہے.

پھر اس کے بعد عورت کا سگا بھائی اور پھر وراثت کی طرح باپ کی طرف سے بھائی اور پھر ان کے بیٹے، پھر سگا چچا اور پھر باپ کی جانب سے چچا جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے، پھر ان کے بیٹے، جیسا کہ وراثت میں بیان ہوا ہے.

پھر وراثت کی طرح قریب ترین سببی عصبہ لہذا بھائیوں کے بعد وراثت میں زیادہ حقدر عصبہ ہوگا وہی ولی میں بھی زیادہ حقدار ہے؛ کیونکہ ولایت تو شفقت و دیکھ بھال اور نظر پر مبنی ہے، یہی ظنی طور پر معتبر ہے یعنی رشتہ داری پھر آزاد کرنے والا کیونکہ وہ اس عورت کا وارث ہوگا اور دیت بھی دےگا.

پھر قریب ترین نسبی عصبہ جیسا کہ میراث میں ترتیب ہے، پھر اگر یہ اولیاء نہ ہوں تو پھر ولاء کا عصبہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے، پھر حاکم یا اس کا نائب.

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس مسئلہ میں میرےنزدیك امیر کی بجائے قاضی زیادہ بہتر ہے، اور اگر یہ سب اولیاءمعدوم ہو جائیں تو اس کی جگہ سلطہ اور طاقت رکھنے والا شخص اس کی شادی کرائےگا " انتہی

دیکھیں: الروض المربع (335 - 336).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" عقد نکاح میں پانچ قسم کی جہات کے افراد ولی بنیں گے: باپ دادا کی جہت، پھر بیٹے کی جہت، پھر بھائی کی جہت، پھر چچا کی جہت، اور پھر ولاء.

اگر ولی ایك ہی جہت کے ہوں تو قریب تر رتبہ والے کو مقدم کیا جائیگا، اور اقرب یعنی قریب ترین وہ ہے جو محجوب سے قبل دوسرے کے ساتھ جمع ہوتا ہو، دادے تك تین واسطے والا چار واسطے والے سے اقرب کہلائیگا، اور اگر وہ ایك ہی مرتبہ میں ہوں تو پھر قوی مرتبہ اور رشتہ والا ولی بنےگا، جیسا کہ سگا بھائی اور باپ کی جانب سے بھائی ہو تو یہاں سگا بھائی ولی بنےگا " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (12 / 84).

دوم:

اولیاء کے مابین اسی ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے جیسا کہ بیان کی گئی ہے، اس لیے عقد نکاح میں کسی دور والے ولی کو قریب ترین ولی پرمقدم نہیں کیا جائيگا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہيں:

" امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اگر قریب ترین ولی کے ہوتے ہوئے کوئی دور والا ولی عورت کی شادی کر دے اور وہ عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر اس کی بات مانتے ہوئے شادی کر لے تو یہ صحیح نہیں ہوگی.

اور امام مالك رحمہ اللہ کہتے ہيں: یہ شادی صحیح ہو گی کیونکہ قریب ترین ولی کی طرح یہ بھی ولی ہے، اور وہ عورت کی اجازت سے اس کی شادی کریگا.

ہمارا قول یہ ہے کہ: یہ عصبہ کی بنا پر مستحق ہوگا، اس لیے وراثت کی طرح قریب ترین ولی کی موجودگی میں دور والے ولی کے لیے ولایت ثابت نہیں ہوتی، تو اس طرح قریب ترین ولی نے دور والے ولی میں فرق کر دیا " انتہی

دیکھیں: المغنی (7 / 364) اور الموسوعۃ الفقھیۃ (33 / 90) بھی دیکھیں.

بھوتی رحمہ اللہ کہتے ہيں:

" اگر بغیر کسی عذر کے عورت کی شادی کسی دور والے یا پھر کسی اجنبی نے کر دی چاہے وہ حاکم ہی ہو تو عقد کرنے والے کی عدم صلاحیت اور مستحق ولی کے موجود ہونے کی بنا پر یہ نکاح صحیح نہيں ہوگا " انتہی

دیکھیں: الروض المربع (336).

اگر قریب ترین ولی ولایت کا اہل نہيں تو پھر اسے چھوڑ کر دور والے ولی کو نکاح میں ولی بنایا جا سکتا ہے:

الحجاوی رحمہ اللہ زادالمستقنع میں رقمطراز ہيں:

" اور اگر قریب ترین ولی عورت کو شادی سے روك دے اور وہ ولایت کا اہل نہ ہو یا پھر وہ وہاں سے غائب ہو اور

وہاں تك پہنچنے ميں مشقت و تكليف كا سامنا كرنا پڑے تو پھر دور والا ولى اس عورت كى شادى كريگا "

شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ اس كى شرح كرتے ہوئے كہتے ہيں:

" قولہ: اہلا: يعنى وہ ولايت كا اہل نہ ہو مثلا چھوٹى عمر كا ہو يا پھر فاسق و فاجر ہو يا پھر دوسرا دين ركھتا ہو يا اس طرح كا كوئى اور عذر تو پھر نااہل كى موجودگى نہ ہونے كے برابر ہے، اس كى موجودگى كا كوئى فائدہ نہيں " انتہى

ديكھيں: الشرح الممتع (12 / 89).

حاصل يہ ہوا كہ: قريب ترين ولى كے ہوتے ہوئے دور والا ولى بغير كسى شرعى عذر كے عورت كى شادى نہيں كر سكتا.

اس ليے اگر سوال ميں بيان كردہ معاشرتى اسباب ولى كو عقد نكاح سے روكتے ہيں مثلا يہ كہ وہ بےوقوف ہے اور معاملات نپٹانے كا سليقہ نہيں يا پھر فاسق ہے يا كوئى اور شرعى عذر ہو تو پھر دور كے ولى كے ليے نكاح كرنا جائز ہے.

ليكن اگر يہ معاشرتى ايسے ہيں جن كا كسى شرعى مانع سے تعلق ہى نہيں تو پھر ان اسباب كا كوئى اعتبار نہيں كيا جائيگا، اور قريب والے والى كو پھلانگ كر دور والے ولى كى ولايت ميں نكاح كرانا صحيح نہيں ہوگا، كيونكہ اقرب ولى كو شريعت نے ولايت كا حق ديا ہے جو اس سے بغير كسى شرعى سبب كے نہيں چھينا جا سكتا.

اس ليے اگر لوگوں كو كسى سبب كے باعث دور والے ولى كى ولايت ميں نكاح كرنے كى ضرورت ہو اور قريب والا ولى اس پر راضى ہو تو قريب ترين ولى كو حق حاصل ہے كہ وہ دور والے ولى يا پھر كسى دوسرے كو جو عقد نكاح كرنے كے ليے صالح ہو كو اپنا وكيل اور نائب بنائے چاہے اس شخص كو اصل ميں ولايت حاصل ہى نہيں وہ بھى وكيل بن سكتا ہے.

مستقل فتوى كميٹى كے علماء كرام سے درج ذيل سوال كيا گيا:

بعض اوقات بھائى يا دادے كے موجود ہوتے ہوئے عورت كا بھائى نائب ولى يا ولى كى موافقت كا كہہ كر نكاح كر ديتا ہے تو كيا ان طريقہ سے نكاح صحيح ہوگا ؟ يعنى اعلى مرتبہ كا ولى ہونے كى صورت ميں ادنى مرتبہ والا ولى عورت كا نكاح كر سكتا ہے ؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

" اگر قریب ترین ولی کے موجود ہوتے ہوئے بغیر کسی شرعی عذر اور سبب کے دور والا ولی عورت کا عقد نکاح کرے جس میں قریب والے ولی کی اجازت و وصیت بھی شامل نہ ہو تو وہ عقد نکاح باطل ہے، اور اس کا کیا ہوا نکاح صحیح نہیں کیونکہ اسے اس سے قریب والے مستحق ولی کے ہوتے ہوئے دور والے ولی کو ولایت ہی حاصل نہیں.

لیکن اگر قریب والا یا ولایت کی اہلیت والا ولی ولایت سے دستبردار ہو جائے یا دوسرے کو وصیت کرے کہ اس کی ولایت میں موجود عورت کا نکاح کر دے تو یہ نکاح جائز ہو گا، اور یہ نکاح صحیح ہے؛ کیونکہ یہ اس کا حق تھا اور وہ اپنے حق سے دستبردار ہو کر یہ حق دوسرے کو دے گیا ہے تو وہ اس کے قائم مقام ہوگا.

اس بنا پر اگر عورت کے ولی نے اپنا حق عورت کے بھائی کو تفویض کر دیا ہے تو بھائی اس کا عقد نکاح کر سکتا ہے.

اللہ تعالی ہی توفیق دینے والا ہے، اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے.

مستقل فتوی اینڈ علمی ریسرچ کمیٹی.

ممبر کمیٹی: الشیخ بکر ابو زید.

ممبر کمیٹی: الشیخ صالح الفوزان.

ممبر کمیٹی: الشیخ عبد اللہ بن غدیان.

نائب چیئرمین کمیٹی: الشیخ عبد العزیز آل شیخ.

چیئر مین کمیٹی: عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز. انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (18 / 174).

واللہ اعلم .